واقعہ کربلا کی اردو شعری ادبیات پر تاثیر

(آزاد کشمیر کے تناظر میں)

Impact of Karbala on Urdu Poetry
(In the Context of Azad Kashmir)

Dr. Mir Yousaf Mir
Assistant Professor, Department of Urdu University of Azad Jammu and Kashmir Muzaffrabad.
E-mail: muhammad.yousaf@ajku.edu.pk
Sira Qayum
Lecturer (V) Department of Urdu University of Azad Jammu and Kashmir; Muzaffarabad.
E-mail: Sairaqayyummughal786@ Gmail. com
Dr. Ambreen Khawja
Assistant Professor, Department of Kashmir Study University of Azad Jammu and Kashmir; Muzaffarabad.
E-mail: anbrinkhawja@gmail.cim

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Abstract: This research paper is an attempt to highlight the greatness of Hazrat Imam Hussain through literary genre in context of Azad Kashmir. The incident of Karbala has been a feature of the poetic consciousness of Urdu literature. Almost all the poets of Azad Kashmir have somehow tried to speak about the tragedy of Karbala. Because there is resistance against oppression in any part of the world, the links of its tradition and the denial of oppression go back to this rare and great event, the battlefield of which is the field of Karbala and whose hero is Hussain Ibn Ali. Poets of Kashmir have referred to Karbala in the context of resistance movement in the context of Tehreek-e-Azadi Kashmir and using various metaphors, symbols and allusions has provided the spirit of awakening of Kashmiri nation. Karbala, the symbols of Karbala, allusions to Karbala, metaphors and similes of Karbala, allusions to Karbala and references to Karbala are directly mentioned in the event of devotion and love of Karbala. Karbalai influence is fully present in the Urdu poetic literature of Azad Kashmir.

Key words: Genre, Tradition, Allusion, Tragedy, Metaphor, Karbala.

خلاصہ

آزاد کشمیر کے ادبی پس منظر سے عیاں ہے کہ یہ خطہ علم و ہنر وثقافت اور مختلف مذاہب کا مرکز رہا ہے۔ کشمیر کا ابتدائی لٹریچر سنسکرت، کشمیری، فارسی، عربی اور دیگر مقامی زبانوں سے ہوتا ہوا اردو تک پہنچتا ہے اور اس خطہ میں اردو شاعری کی روایت تین صدیوں پر محیط ہے۔آزاد کشمیر کی پہلی شعری تخلیق ''گلزار فقر (۱۷۱۷) از غلام محی الدین میرپوری'' کے ساتھ ہی اردو شاعری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ شاعروں نے اپنی غزل، منقبت، سلام، مرثیہ، نظم، رباعیات، قطعات اور دیگر اصناف میں واقعہ کربلا کے دوام و عروج کو موضوع بنا کر کربلا کو سفینہ نجات قرار دیا ہے۔ تقریباً تمام شعرائے آزاد کشمیر ہی کسی نہ کسی طور سانحہ کربلا سے متعلق سخن آزمائی کرکے فکری روشنی حاصل کر رہے ہیں، حریت پسندوں نے استبدادی اور استعماری حکمرانوں کے خلاف واقعہ کربلا کو انقلابی جدوجہد قرار دیا ہے، شعرائے آزاد کشمیر نے تحریکِ آزادی کشمیر کے ضمن میں مزاحمتی انداز میں کربلا سے حوالہ لیا ہے اور مختلف استعارات وعلامات، اشارات اور تلمیحات کے استعمال سے کشمیری قوم کو بیدار ہونے کا جذبہ مہیا کیا ہے۔ کشمیر کی دردناک صورت حال کو دیکھ کر شعرا کو سانحہ کربلا کی ایک دم یاد آتی ہے۔

کلیدی الفاظ: نوع، روایت، اشارہ، المیہ، استعارہ، کربلا۔

موضوع کا تعارف

اردو ادب میں مضامینِ کربلا کی فکری میراث عرب اور فارس کے ذریعے داخل ہوئی۔ تاہم اردو ادب نے موضوعِ کربلا کو اس انفرادیت کے ساتھ اپنایا کہ اب یہ ذاتی اور فطری موضوع بن گیا ہے۔ دنیا بھر کی زبانوں اور لٹریچر میں واقعہ کربلا کو نمایاں انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر عربی اور فارسی علم و ادب میں واقعہ کربلا کے موضوع پر زمانہ قدیم سے ہی شعر و ادب میں فلسفہ حق و باطل کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اردو ادب نے کربلا کو حق و باطل کے ایک بلیغ استعارے کے طور پر پیش کیا ہے۔ اردو کی نثری و شعری تصنیفات و تالیفات کی ترقی و ترویج اور حوصلہ افزائی کا ایک اہم ترین افق مجلسِ امام حسین ابن علی علیہ السلام کو سمجھا جاتا رہا۔ اردو کی ابتدائی شاعری سے ہی عزائے حسینؑ، ولائے پنجتنؑ کا شہرہ، مجالس و مراثی کی محافل اور محمدؐ وآلِ محمدؐ سے عقیدت و محبت نے فلسفۂ کربلا کو عام کیا۔

دبستانِ دکن، دلّی و لکھنؤ کے شعرا نصرتی، رستمی، محمد قلی قطب شاہ، ملّا وجہی، غوّاصی، ولی، سودا، میر تقی میر، ناسخ، مُصحفی، مومن خان مومن، امیر مینائی، خواجا حیدر علی آتش، میر حسن، میر انیس (میر ببر علی انیس کو دشت کربلا کا عظیم ترین سیّاح قرار دیا گیا ہے)، میرزا دبیر، غالب، ذوق، بہادر شاہ ظفر، یاس یگانہ، حسرت

موہانی، علامہ اقبال، جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، عبدالحمید عدم، احسان دانش، ناصر کاظمی، قمر جلالوی، محسن نقوی، علامہ رشید ترابی، عابد علی عابد، سید ضمیر جعفری، جون ایلیا، رئیس امروہوی، شکیب جلالی، احمد ندیم قاسمی، قتیل شفائی، احمد فراز، منیر نیازی، شیر افضل جعفری، کیفی اعظمی، مصطفیٰ زیدی، جعفر طاہر، مشیر کاظمی، سید شاد گیلانی، بیدل پانی پتی، علامہ طالب جوہری، سیف زلفی، وحید الحسن ہاشمی، ڈاکٹر مسعود رضا خاکی، افسر عباس افسر، سجاد باقر رضوی، عدیم ہاشمی، مہندر سنگھ بیدی، بیدل حیدری، محسن احسان، پروین شاکر، فارغ بخاری، ڈاکٹر عاشور کاظمی، مشکور حسین یاد، افتخار عارف، عرفان صدیقی، ریحان اعظمی، حسن رضوی، امجد اسلام امجد، عباس تابش، زاہد فخری، صفدر ہمدانی، ڈاکٹر خورشید رضوی، سبط جعفر زیدی، شاہد نقوی، ریحان سرور، اختر چنیوٹی، زکی سرور کوٹی، رفعت سلطان، پیر نصیر الدین نصیر، ظفر سعید ظفر، ندیم عباس شاد، قائم نقوی، سید عقیل محسن نقوی، شوکت رضا شوکت، عرفی ہاشمی، ڈاکٹر شبیہ الحسن ہاشمی، رمیض حیدری کے علاوہ عہد حاضر کے بہت سے دیگر نامور اور گمنام تخلیق کار ایسے ہیں کہ جن کی فکری و شعری دنیا میں کربلا کے شعوری سفر اور کربلائی اثرات جس توانائی وطاقت کے ساتھ موجود ہیں جس سے اردو ادب میں کربلا شناسی کا فلسفہ ایک منفرد اور نظریاتی تحریک کی صورت میں متعارف ہوا ہے۔ مسلمان شعرا کے علاوہ اردو زبان کے بعض غیر مسلم شعرا کی تخلیقات بھی کربلائی استعارات اور افکار سے لبریز ہیں۔

۱۰ محرم ۶۱ ہجری بہ مطابق ۶۸۰ عیسوی کو موجودہ عراق میں وقوع پذیر ہونے والے واقعہ کربلا میں (جس میں نواسہ رسول حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ، آپ کے ۷۲ رفقا کو ظالم حکمران یزید کی ایک بڑی فوج نے انتہائی بے دردی کے ساتھ ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا) انسانی فکر و عمل کے لاتعداد گوشے پنہاں ہیں جن کو کبھی حق و باطل، ایثار و قربانی اور حریت و آزادی کے نام سے دائمی اقدار میں شمار کیا جاتا ہے تو کبھی فرات، دشت، چراغ، خیمہ، پیاس، قتل، لاوارثی، نیزہ، سرفروشی، بلند نطری اور شام غریباں، وفا، دشتِ بلا، مقتل، نوکِ نیزہ، گریہ خون، خیمہ، قفس، درد، خیر و شر، تشہیر، کوچۂ عشق، دھوپ، سجدہ، جراحت، ماتم، سفر، یتیمی، تشنہ دہانی، غربتِ جاں، چراغِ خیمہ، آخری وداع، رسن بستگی، صبر، بے کسی، خنجرِ قاتل، شہیدِ وفا، مسافرت، حُر، گردِ سفر، تیغِ ستم، بندشِ آب، سر بُریدگی، بازو قلم ہونا، مشکیزہ، دریا، پامالی، بازارِ کوفہ، خاکِ مزار، وقتِ عصر، چادرِ سر، عزا، مجلس اور اس جیسے کئی دیگر استعارات و اشارات اور الفاظ و تراکیب ہر دور میں حق پرستوں کے لئے مشعل راہ بنی رہیں گی۔

دنیا میں آزادی کی تحریکات کے لئے فلسفہ کربلا سے روشنی اور طاقت لی جاتی ہے، تحریکِ آزادی پاکستان کے سلسلے میں اردو شعرا نے انگریزوں کے ظالمانہ اقتدار اور حریت پسندوں پر ان کے جبر و استبداد کے خلاف جب آواز بلند کی

تو سانحۂ کربلا کے استعارے ان کے محسوسات کے ترجمان بنیں۔ شعرا نے سانحۂ کربلا کی علامات و تلمیحات سے تحریکِ آزادی میں روح پھونکنے اور تحریکِ آزادی کے راہ رووں کے عزم و حوصلے کو بلند کرنے کے لئے اپنی شاعری پیش کی۔ جدیدیت کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو سانحۂ کربلا کی تلمیحات و علامات نئی معنویت کی حامل ہو گئی ہیں۔ جب سے واقعہ کربلا وقوع پذیر ہوا، تب سے لے کر قیامت تک حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام، آپ کا خاندان، و رفقائے حسین کے تاریخی کرداروں کو خراج عقیدت، مدحت و مودب کے نذرانے پیش کیے جاتے رہیں گے اور دشمنوں کے لئے آتشِ جہنم برساتا رہے گا۔ شعرا نے اس موضوع کو اپنا کر اپنی قلم کے جوہر دکھائے ہیں۔ سید محمود الحسن لکھتے ہیں:

"شعراء کو جب اپنی شاعری کے ذریعے مظلومین کی آواز بلند کرنے اور انسانیت کے اصولوں کی تبلیغ کے لئے کوئی مثال تلاش کرنی پڑی تو انہیں صرف واقعات کربلا کا سہارا ملا۔ اردو شاعری نے عوامی زندگی کے غم، مصائب اور انفرادی شرائط و کلام سے سکون حاصل کرنے کے لئے اس واقعہ کو مثال بنا کر پیش کیا۔ کبھی واضح طور پر، کبھی علامت کے ذریعے اگر ایک طرف مرثیہ گو شعرا نے جب روح ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے اپنے فن کو ذریعہ بنایا تو دوسری طرف غزل گو شعرا نے بھی اپنے اشعار میں اس واقعہ پر اشارے کر کے انسانی شعور کو بیدار کرنے پر توجہ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو شاعری کی ابتدائی منزل سے آج تک اس واقعہ کو کسی نہ کسی شکل میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ خاص طور پر جب انسانیت پر ظلم و جبر کی قوت حاوی ہوتی رہی ہیں اس وقت شعرا نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔"[1]

آزاد کشمیر کا ادبی پس منظر اور کربلا کی روایت

آزاد کشمیر کے ادبی پس منظر سے عیاں ہے کہ یہ خطہ علم و ہنر و ثقافت اور مختلف مذاہب کا مرکز رہا ہے۔ کشمیر کا ابتدائی لٹریچر سنسکرت، کشمیری، فارسی، عربی اور دیگر مقامی زبانوں سے ہوتا ہوا اردو تک پہنچتا ہے اور اس خطہ میں اردو شاعری کی روایت تین صدیوں پر محیط ہے۔ آزاد کشمیر کی پہلی شعری تخلیق "گلزار فقر (۱۷۱۷) از غلام محی الدین میرپوری" کے ساتھ ہی اردو شاعری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ شاعروں نے اپنی غزل، منقبت، سلام، مرثیہ، نظم، رباعیات، قطعات اور دیگر اصناف میں واقعہ کربلا کے دوام و عروج کو موضوع بنا کر کربلا کو سفینہ نجات قرار دیا ہے۔ تقریباً تمام شعرائے آزاد کشمیر ہی کسی نہ کسی طور سانحہ کربلا سے متعلق سخن آزمائی کر کے فکری روشنی حاصل کر رہے ہیں، حریت پسندوں نے استبدادی اور استعماری حکمرانوں کے خلاف واقعہ کربلا کو انقلابی جدوجہد قرار دیا ہے، شعرائے آزاد کشمیر نے تحریکِ آزادی کشمیر کے ضمن میں مزاحمتی انداز میں کربلا سے

حوالہ لیا ہے اور مختلف استعارات و علامات، اشارات اور تلمیحات کے استعمال سے کشمیری قوم کو بیدار ہونے کا جذبہ مہیا کیا ہے۔ کشمیر کی دردناک صورت حال کو دیکھ کر شعرا کو سانحہ کربلا کی ایک دم یاد آتی ہے۔ ڈاکٹر افتخار مغل نے درست تجزیہ کیا ہے:

"آزاد کشمیر کے شعراء کے کلام میں کربلا اور صاحب کربلا کا حوالہ تحریکِ آزادی کشمیر کے پس منظر میں شاعری کے مزاحمتی مزاج کی بنا پر بھی مقبول ہو رہا ہے کیوں کہ جبر کے خلاف مزاحمت دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو اس کی روایت کی کڑیاں، جبر سے انکار، کے اس فقید المثال اور عظیم الشان واقعے سے جا ملتی ہے جس کی رزم گاہ میدان کربلا ہے اور جس کے ہیرو حسین ابن علی علیہم السلام ہیں۔"[2]

محبوب موضوع ہونے کی وجہ سے شعرا آزاد کشمیر نے خوب انداز میں موضوعاتِ کربلا، علاماتِ کربلا، تلازماتِ کربلا، استعارات و تشبیہاتِ کربلا، تلمیحاتِ کربلا اور حوالہ جاتِ کربلا کا براہ راست ذکر کرکے واقعہ کربلا سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ باسیانِ آزاد کشمیر کے شعرا نے نظم، غزل، سلام، مرثیہ اور منقبت وغیرہ میں واقعہ کربلا کو سمیٹتے ہوئے کہیں شعرِ واحد میں لفظ کربلا کو استعمال میں لایا ہے، کہیں قافیہ و ردیف ہی لفظ کربلا ٹھہرا اور بعض شعرا نے تو نظموں بلکہ کتابوں کو بھی عنوانِ کربلا سے زینت بخشی ہے۔ جن شعراء کی شاعری میں کربلا کے موضوعات پر اشعار، نظمیں، منقبتیں، نوحے اور سلام موجود ہیں اُن میں درج ذیل شعراء کا درج ذیل کلام قابل ذکر ہے:

محمد خان نشتر کی نظم "موج فرات"، بشیر صرفی کی نظم "منقبت بحضور مولائے کائنات حضرت علیؑ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ"، پروفیسر بشیر مغل اپنی نظم "حضرت حسینؑ، خان محمد بدر چوہان کی نظم "حضرت امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں"، ڈاکٹر مقصود جعفری کی "کربلائے عصر حاضر" زاہد کلیم کی نظم "حسینؑ"، ڈاکٹر آمنہ بہار کی نظم "اپنے امام کے لئے"، پروفیسر ڈاکٹر نثار ہمدانی کی "نہج البلاغہ اور حسینؑ" علامہ جواد جعفری کی "کربلاء کشمیر" اور "نوحہ"، زاہد بخاری کی نظم "قرب ید اللہی"، شہریار آفریدی کی نظمیں "جشنِ نو بہار" اور "سلام"، توصیف خواجا کی نظم "دس محرم"، پروفیسر رفیق بھٹی کی نظم "حبہ کدل ہے کہ کربلا ہے"، پروفیسر عبدالحق مراد کی "خراج حق" کریم اللہ کرنائی قریشی کی "کربلا میں کیا ہوا"، میجر رفیق جعفری کی نظم "ایمان کا قافلہ" پروفیسر اعجاز نعمانی کی نظم "روشنی کے امام"، علی عارفین کی نظم "سبز راہوں کا وہ مسافر"، فرزانہ فرح کی نظم "شامِ غریباں"۔

ضیاء الحسن ضیا کی نظم "خون شہہ کربلا کی یاد میں"، حر کاشمیری کا سلام بہ عنوان "مظلومین کربلا کے نام"، منشی احمد دین سویدا کی نظم "نقشہ کربلا"، اکرم سہیل کی نظم "کربلا حریت کا استعارہ" ڈاکٹر سردار فیاض الحسن کی نظموں

میں ''یاد حسینؑ میں اور وہ دشتِ کربلا والے''، ڈاکٹر صغیر صفی کی نظم ''حسینؑ کربلا میں ہے''، واحد اعجاز میر کی نظم ''کربلا'' لطیف آفاقی کی ''کربلا سے کربلِ کشمیر تک''، تنویر اختر ناز کی نظم ''خطہ کرب و بلا''، حناء بابر کی نظم "کربلا"، یاسر عباس کی ''پہرا'' اور ''غم حسینؑ شکریہ''، اور حق نواز مغل کی نظم'' سانس لینے کا قرض''۔

جاوید الحسن جاوید نے شہدائے کربلا سے عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی نسبت کو باعث فخر جانا شہباز گردیزی نے کئی مناقب، سلام اور نوحے حضرت امام حسینؑ کی یاد میں لکھے۔ ایاز عباسی نے اہل بیت کی تعریف و قربانی اور جذبہ شہادت کو خراج تحسین پیش کیا۔ اسی طرح رضوان حیدر بخاری حضرت امام حسینؑ اور کربلا کے موضوع پر بھی ایک کثیر سرمایہ تخلیق کر چکے ہیں۔ آزر عسکری، الطاف قریشی، منور قریشی، امین طارق قاسمی، ڈاکٹر عبد الرحمٰن عبد، صادق ڈار دائم، پروفیسر شفیق راجا، طاہر قیوم طاہر، خواجا محمد عارف، یاسر عباس، مسعود ساگر اور شوزیب کاشر اور دیگر کئی شعرا کی شاعری بھی کربلا کے واقعات و کرداروں کے گرد گھومتی ہیں۔

آزاد کشمیر کے شعراء میں ذکر کربلا کے نمونے

محمد خان نشتر اپنی نظم ''موج فرات'' میں دیار کرب و بلا کی کیفیت پہ یوں گویا ہیں:

یہ کہہ رہی ہے زمانے سے اب بھی موج فرات
جو تشنہ لب ہوں، قدم ان کے چومتی ہے حیات
حسینیت کی ضرورت ہے پھر زمانے کو
ملی نہیں ہے بشر کو ابھی بشر سے نجات [3]

احمد شمیم اور الطاف قریشی واقعہ کربلا اور غم حسینؑ میں عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں۔ پروفیسر بشیر مغل اپنی نظم ''حضرت حسینؑ'' میں تیغِ بے نیام حسینؑ کو ظلم کے خلاف جہاد قرار دیتے ہیں جب کہ ڈاکٹر مقصود جعفری غزلیہ ہئیت میں واقعہ کربلا سے یوں فکری روشنی لے کر دنیا کو شعوری آگہی دے رہے ہیں:

مجھے یہ شہر لگے دشت کربلا کی طرح
یہیں پہ لٹنے کوئی قافلہ بھی آئے گا
بلا رہا ہے کوئی کوفہ ستم سے مجھے
چلے تو ساتھ مرے کوئی میرے مدفن تک [4]

حرمت قبلتین کہتے ہیں
جس بشر کو حسینؑ کہتے ہیں
درد والے دلوں کی خوشبو کو

مشہد و کاظمین کہتے ہیں

ہم سے ہو گی نہ مدحت جہلاء

پیروانِ حسینؑ کہتے ہیں

میں ہوں الطافِ حسین ابن علیؑ کا پیرو

زندگی کرتا ہوں میں جبر سے انکار کے ساتھ [5]

اساسِ صدق و صفا پختہ جس کے نام سے ہے

زمینِ کرب و بلا کا وہ تشنہ کام حسینؑ

یزیدیت کے مقابل ہے حشر تک جو کھڑا

جہاں ہے ظلم وہاں تیغِ بے نیام حسینؑ [6]

میں نے انساں کو عجب کرب و بلا میں دیکھا

بے خطا حلقہء صد جور و جفا میں دیکھا [7]

میدان کربلا کا وقت ایسا تھا کہ کسی کو اپنے جان و مال کی پرواہ کے بغیر محض یہ ہی دھن تھی کہ کسی طرح دین کا سربلند ہو جائے اور دین زندہ و جاوید رہے۔۔اپنی نظم "منقبت بحضور مولائے کائنات حضرت علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ" میں اسی خیال کی ترجمانی بشیر صرفی نے اپنے اس شعر میں کرتے ہوئے حضرت علیؑ کا مقام و مرتبے کو بھی واقعہ کربلا کے حوالے سے اجاگر کیا ہے:

علیؑ ہے واقعہ کربلا کا اول باب علیؑ نے کر دیا دینِ مبین کو شاداب [8]

ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد، مولانا خلیل ثاقب، زاہد کلیم کی شاعری میں ذکر کربلا سے محبت و عقیدت سے لبریز اشعار موجود ہیں۔ پروفیسر رفیق بھٹی اپنی نظم "حبہ کدل ہے کہ کربلا ہے" واقعہ کربلا سے جذبہ حریت پیدا کر رہے ہیں جب کہ ڈاکٹر افتخار مغل نے اپنے "سلام" میں غم حسینؑ کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح خواجا محمد عارف اپنی نظم "کاروانِ عشق" میں کربلا سے عقیدت و محبت ایسے برت رہے ہیں:

نوک نیزہ پر رہے شبیرؑ کتنے سربلند بندگی کیا شے ہے ایسی بندگی کے سامنے

جاوداں ہو کر جو ابھری کربلا کی خاک سے کانپتی ہے موت ایسی زندگی کے سامنے [9]

اے حسینؑ اے پیکرِ صبر و رضا تجھ کو سلام اے حسینؑ اے نورِ چشم مصطفیٰ تجھ کو سلام

تیرے دشمن روسیاہ ہیں تو مگر ہے سرخرو کہہ رہی ہے خاکِ دشتِ کربلا تجھ کو سلام [10]

زاہد کلیم کی تریسٹھ اشعار پر مشتمل طویل نظم "حسینؑ" سے اشعار ملاحظہ ہوں:

جانشین حیدر کرار ہے تو اے حسینؑ　　منچلوں کا قافلہ سالار ہے تو اے حسینؑ

یاد تیری جب بھی آئے چین پا سکتے نہیں　　واقعاتِ کربلا کو ہم بھلا سکتے نہیں[11]

سری نگر میں حبہ کدل ہے　　کسی جواں سال کا جنازہ گزر رہا ہے

شہیدِ ارض وطن کی میت کا کارواں ہے　　فغاں فغاں بھی رواں رواں ہے[12]

آ! اے زمین مل کے اٹھائیں یہ بوجھ ہم

تو کس طرح اٹھائے گی تنہا غم حسینؑ[13]

ہر گام کربلا ہے تو ہر کربلا کے بعد

بازار سب ہیں کوفہ تو دربار سب دمشق[14]

پروفیسر شفیق راجا کا حضرت حسینؑ کے عشق میں ڈوبا ہوا یہ شعر سلام پیش کرتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ جو بادشاہِ کربلا ہیں بادشاہ زماں و مکاں ہیں اور فخر ہیں دین اسلام کا،اسی طرح ضیاء الحسن ضیاء کی نظم "خون شہؑ کربلا کی یاد میں" سے شعری نمونے دیکھیے:

سمجھ سکا ہے جو کوئی کبھی مقامِ حسینؑ　　یقین کرو کہ اسی دم ہوا غلامِ حسینؑ

اے شہہ کربل سبط رسول ﷺ　　سلام شاہ زمان و مکاں، سلام فخر بتولؑ[15]

رلوا رہی ہے خونِ شہؑ کربلا کی یاد　　سبطِ رسول، صاحبِ صبر و رضا کی یاد

خیامِ اہل بیت کے لٹنے کی داستان　　پورِ بتولؑ پر ستم ناروا کی یاد[16]

حضرت امام حسینؑ نے نہ صرف یہ جنگ فتح کرکے اسلام کا بول بالا کیا بلکہ صداقت اور سچائی پر کس پختگی سے قائم رہے۔ خواجا محمد صادق ڈار دائم غزلیہ ہئیت میں اس حوالے کو جرات، شجاعت، غیرت و حمیت کا نام دے کر شہدائے کربلا کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اظہار عقیدت اور کہیں دکھ، رنج و غم اور تڑپ کا اظہار کرتے ہیں:

کشمکشِ حق و باطل میں ضمیرِ زندگی　　تازہ کر کرب و بلا کی یاد ہائے ہائے[17]

آج دنیا میں حق اور سچ کے لئے جتنی جنگیں جاری ہیں ان میں سے ایک کشمیر بھی ہے انصاف اور حق کے لئے جو ظلم و ستم کشمیر کے عوام سہہ رہے ہیں وہ کربلا سے کچھ کم نہیں ہے لیکن افسوس کہ اس جنگ کو فتح کرنے کے لئے وہ جذبہ اور وہ قوت مفقود ہے جو ایک فاتح کو چاہیے ہوتی ہے۔ ناز مظفر آبادی واقعہ کربلا سے بے خوفی، حق پرستی، اور جبر کے خلاف مزاحمت اور جذبہ شہادت کشید کرتے ہوئے صبر حسینؑ کو ایک شعری استعارہ کی صورت میں کربلا سے وابستہ کرتے ہوئے تازہ کربلاوں میں کشمیر کی آزادی اور حریت کا پیغام دے رہے ہیں:

ہر آن ہو رہی ہے جو تعمیر کربلا　　ہے تازہ کربلاؤں میں کشمیر کربلا[18]

زندگی میں جہاں کہیں بھی حق اور باطل میں جنگ ہوتی ہے ہمیں واقعہ کربلا یاد آجاتا ہے اور یہ غم تازہ ہو جاتا ہے کیوں کہ حق کو ثابت کرنے کے لئے بڑی قربانی دینی پڑتی ہے۔ پروفیسر عبدالحق مراد اپنی نظم "خراج حق" میں عقیدت دیکھیے، ڈاکٹر سید نثار ہمدانی اپنی نظم "حسینؑ" میں یوں خدا سے غم حسینؑ کی عطائیگی کے لئے التجا کر رہے ہیں:

حسینؑ اک خاص مقصد لے کے میدان میں اتر آیا　　　خراج حق ادا کرنے وہ کٹوانے کو سر آیا

بھرا دامن سرِ میدانِ کربل اپنا لٹوا کے　　　یقینِ لازوال اس نے بھری محفل میں دکھلایا[19]

مرے خدا ہے مری ایک التجا تجھ سے　　　غم حسینؑ عطا ہو تو خوشی کا مقام[20]

حر کاشمیری اپنی "منقبت" میں، منشی احمد دین سویدا اپنی طویل نظم "نقشہ کربل" میں، اکرم سہیل اپنی نظم "کربلا حریت کا استعارہ" میں اور تنویر اختر ناز نے اپنی نظم "خطہ کرب و بلا" میں یوں حضرت امام حسین ابن علی علیہم السلام سے چاہت اور عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں:

پیشوائے تشنگان کربلائے زندگی　　　رہبر مردان حر ہے بے گماں ابن علیؑ

ریگزارِ کربلا کو کر گیا ہے سرفراز　　　سجدہ مرد خدا بے خانماں ابن علیؑ[21]

نہ تھا یہ قتل بن حیدرؑ یہ مرگ کفر واعدا تھی

کہ اس کربل کے پردہ میں نہاں عظمت تھی مسلم کی[22]

چلا کے تیغِ ستم بھی وہ سرنگوں ہی رہے　　　حسینؑ سر کو کٹا کے بھی سرفراز رہا[23]

یہ دھرتی بے شک ہے خطہ کربلا کی طرح　　　دھری گئی ہے اس میں ظلمت بے انتہا کی طرح[24]

سردار فیاض الحسن نے اپنی نظم "ابن حیدرؑ نے پاس وفا کر دیا" میں حضرت امام حسینؑ کے مقام و مرتبہ کو بہت ہی خوب صورت شعری پیرائے میں بیان کیا ہے کہ ایسا باہمت اور بلند حوصلہ حضرت امام حسینؑ کے سوا کس کا ہو سکتا ہے کہ جس نے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان اور خون کا ایک ایک قطرہ قربان کر دیا اور دین حق پہ ثابت قدم رہے، اور ایسی تاریخ رقم کر دی کہ جو رہتی دنیا تک عالم انسانیت کے ذہنوں پر ثبت رہے گی۔

ابنِ حیدرؑ نے پاسِ وفا کر دیا　　　زیرِ خنجر بھی سجدہ ادا کر دیا

رقم اپنے خوں سے کی تاریخ عالم　　　صحرا کو یوں کربلا کر دیا[25]

حضرت حسینؑ نے اپنے خون سے جو تاریخ کربلا کی زمین پر رقم کی اس کی نسبت سے کربلا ہمیشہ یاد رہے گی۔ دشمنانِ شہدائے کربلا کو لعن طعن کرنا، شہدا کی قسمت پر رشک کرنا اور خاکِ کربلا کے بوسے لینے کی خواہش جاری و ساری رہے گی۔ کربلا کے زندہ و تابندہ کرداروں سے والہانہ عشق و محبت کرنے والوں میں طاہر قیوم کی غزل کا شعر ملاحظہ کیجیے:

ابنِ حیدرؑ نے عطا کیں آدمی کو رفعتیں　　　　سر کٹا کے کربلا میں دین کو زندہ کیا[26]

کوفی کیسے اب یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا جائے جب کہ انھوں نے آل رسول کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا کہ ان کی عزت و توقیر کو ریزہ ریزہ کیا۔ خان محمد بدر اپنی نظم "حضرت امام حسین علیہ اسلام میدان کربلا میں" میں عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں رضوان حیدر بخاری خاک کربلا کو چومنے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں۔:

کرتے بیاں ہیں آج کرب و بلا کی شان　　　　رنج والم مصائب وجور و جفا کی شان

اے سرزمین کربلا تو نے جو دیکھا ہے　　　　اس قافلہ حسینؑ علیؑ نقش پا کی شان[27]

میرے بابا مجھ کو بھی بلوائیں اب تو گھومنے

تا کہ آ جاؤں میں خاکِ کربلا کو چومنے

اے کوفیو! مہمانِ کربلا کی یہ توقیر

کیوں کر ملے گی تم کو شفاعت حسینؑ کی[28]

میجر رفیق جعفری نے اپنی نظم "ایمان کا قافلہ" میں واقعہ کربلا سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔اسی طرح جاوید الحسن جاوید نے اپنی غزل کے شعر میں جان دار انداز میں قوم کی عظمت و غیرت کو جوش دلانے کے لیے اسلام کے شان دار ماضی کی یاد دہانی کروائی ہے اور صاحبانِ کربلا سے شناسائی کا درس بھی دیا ہے:

کرب و بلا سے قافلہ اترا ہے شام میں　　　　ہابیل آگئے ہیں حلب احترام میں

گلہائے رنگ اور گلستاں کا قافلہ　　　　نوکِ سناں پہ قاری قرآں کا قافلہ[29]

بر سرِ صحرا پکارا جب وہ جانِ کربلا　　　　جانتے ہو کون ہوں میں اہلیانِ کربلا[30]

واقعہ کربلا کا درد مسلمانوں کے دلوں میں موجود ہے اور جس طرح اس جنگ نے اسلام کا سر ہمیشہ کے لئے سر بلند کر دیا ہے تو اب ہر مسلمان کی یہ خواہش ہے کہ کاش میں بھی اسلام کی سربلندی کے لیے جان کا ایسا نذرانہ پیش کر سکتا کہ رہتی دنیا تک لوگوں کو یاد رہتا۔اسی خواہش کی ترجمانی اعجاز نعمانی نے غزلیہ شعر سے اور کریم اللہ کرنائی اپنی نظم "کربلا میں کیا ہوا" اور پھر جواد جعفری نے اپنی غزل کے مذکورہ شعر میں عقیدت کا اظہار کیا ہے:

میرا بھی کربلا کے شہیدوں میں ہوتا نام　　　　دل میں مچلتی رہتی ہے یہ آرزو حسینؓ[31]

کربلا میں کیا ہوا، کیسے ہوا، کیوں کر ہوا　　　　معرفت کا راز پنہاں عام سے نہ سر ہو

عشقِ صادق کا ہوا جب کربلا میں امتحاں　　　　دینِ حق کی لاج کا وہ معرکہ ہے کربلا![32]

سر بکف معرکہ کرب و بلا میں جو بڑھی　　　　قوم وہ قوتِ باطل سے نہ ہو گی پابند[33]

ڈاکٹر سیدہ آمنہ بہار کا یہ شعر بھی ایک غم کو دوسرے غم کا سہارا بناتے ہوئے کہا گیا ہے۔ سید صغیر صفی اپنی نظم ''حسینؑ کربلا میں ہے'' کے ایک شعر میں یوں حضرت امام حسینؑ کے خون سے عقیدت کرتے ہوئے ظلم کی مذمت کر رہے ہیں جو دین کی راہ میں قربان ہونے کے لئے بالکل نہیں کانپے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ کربلا میں کیا چال چلی جا رہی ہے ثابت قدم رہے۔ سید شہباز گردیزی اپنے شعر میں حضرت امام حسینؑ سے عقیدت برت رہے ہیں:

بھر آئیں گے یہ زخم بھی غم خوار سے کہنا　　اِک تشنہ لبی ساتھ جو کربل سے چلی ہے[34]

حسینؑ کا لہو زمینِ کربلا کو دھو گیا

وہ ننھے پھول کے گلے سے تیر پار ہو گیا[35]

اب بھی لگے ہوئے ہیں تالے فرات پر　　اب بھی مرا حسینؑ تیروں کی زد میں ہے[36]

مسعود ساگر نے اپنے اس شعر میں دو غموں کو یک جا کر دیا ہے کہ ان کا غم دو بالا ہے۔ ایک وہ غم جس کی جنگ ہم لڑ چکے اور فتح پا چکے ہیں اور دوسرا غمِ کشمیر جس کی جنگ جاری ہے اور انھیں معلوم نہیں یہ غم کب تک ہر کشمیری کو اپنی لپیٹ میں رکھے گا۔

مجھ سے بہتر نہ کوئی کرب و بلا سمجھے گا　　میں بیک وقت حسینی بھی ہوں کشمیری بھی[37]

کربلا کا واقعہ ایسا ہے کہ اس سے عقیدت عشق کی حد تک ہر مسلمان کے دل میں پنہاں ہے۔ کیوں کہ حق کے لئے ایسی قربانی نہ کربلا سے پہلے کسی نے دی اور نہ ہی اس کے بعد بھی کوئی ایسی مثال ملتی ہے۔ واحد اعجاز میر اور بصیر تاجوریوں کربلا سے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ یاسر عباس کی نظم ''پہرا'' اور ایک اور نظم ''غم حسینؑ شکریہ'' میں لکھا ہے:

کربلا کا سفر عشق ہے کربلا سر بہ سر عشق ہے　　راستہ، رہنما عشق ہے، کربلا جا بہ جا عشق ہے[38]

کوفیوں کے دیس میں رب نے مجھے پیدا کیا　　یہ طبیعت ہی تو، وجہِ کربلا، ہو جائے گی[39]

ایک بیمار پر کربلا کتنی حیران تھی　　کربلا کی زمیں پر تھے مہمان بھی[40]

جس طرح نبی پاک آخری دم تک اسلام پرچم سربلند کرتے رہے اور اسلام پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کیا بالکل ویسے ہی حضرت امام حسینؑ نے بھی دین اسلام کے لئے یہ عظیم الشان جنگ فتح کر کے نبی کے نواسے ہونے کا ثبوت دیا۔ شوزیب کاشر کی کربلا سے محبت کا انداز دیکھیے۔ اسی طرح حق نواز مغل اپنی نظم ''سانس لینے کا قرض'' یوں عقیدت برت رہے ہیں:

حضور ﷺ طائف میں سرخرو تھے، حسینؓ فاتح ہے کربلا میں

کسی کا نانا نہیں نبی ﷺ سا، نہ ہے نواسہ حسینؑ جیسا[41]

میں وارثِ کربلا کا داعی　　　　کربلا کو سجا کے آخر
سانس لینے کا قرض　　　　زندگی کو لٹا کے آخر[42]

کربلا کے دکھ اور غم کا اظہار علی حسن بخاری نے امام حسینؑ کو بیان کرتے ہوئے اس حالت کو بیان کیا ہے جو واقعہ کربلا کو یاد کرکے ہر مسلمان کے دل پر گزرتی ہے۔ توقیر گیلانی، ظہیر مغل نے بھی اپنی شاعری میں واقعہ کربلا کا یوں اظہار کیا ہے۔ حسیب جمال نے واقعہ کربلا اور حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام سے یوں شعری عقیدت کا اظہار کیا ہے:

حسینؑ آج بھی جب کربلا دکھائی دے　　　　حسینؑ آج بھی اشکوں میں خون بہتا ہے[43]
تمھارا کچھ بھی نہیں بنے گا　　　　تمہیں بزرگوں کی بددعا ہے
یہ سارے منظر سنے سنے ہیں　　　　یہ ارضِ کربل میں ہو چکا ہے[44]
نہیں اسلام کو خطرہ یزیدی زر خریدوں کا　　　　لہو ہے اس کی بنیادوں میں کربل کے شہیدوں کا[45]
کربلا میں اصغرِ معصومؑ کے　　　　خون سے لکھا ہوا ہے العطش[46]

لطیف آفاقی نے بھی دو مصرعوں میں دو دکھ پرو دیے ہیں۔ اس میں کسی شبے کی تو گنجاش ہی نہیں کہ کربلا کی زمین کس قدر خوش قسمت ہے کہ جس نے اس قدر انمول ہستیوں کا خون خود میں سمویا۔ ان ہستیوں کی شہادتوں نے اس عام سی زمین کو بھی پر وقار اور قابل احترام بنا دیا ہے اور یہ خواہش از خود دل میں پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہمارے نصیب میں بھی اس مٹی میں فنا ہونا نصیب ہو۔ اسلم رضا بھی فنا فی الحسین اور کربلا میں موت کے لیے دعا گو ہیں:

جنگ ہے زنجیر سے شمشیر تک　　　　خوابِ آزادی کی ہر تصویر تک
معرکہ آرائی کی تاریخ ہے　　　　کربلا سے کربلِ کشمیر تک[47]
خدا کرے کہ مجھے کربلا میں موت ملے　　　　خدا کرے میں فنا فی الحسین ہو جاؤں[48]

کربلا، تحریکِ آزادی کشمیر کی روحِ رواں

بلاشبہ کربلا ہی وہ موضوع ہے جس نے جہاد و قربانی، ثبات و استقامت اور محنت و وفاداری کا جذبہ عطا کیا ہے۔ آزاد کشمیر کی اردو شاعری میں کربلا کا موضوع محبوب موضوع اور شعری شعور کا خاصہ ہے۔ کربلا اور شاہ کربلا کا ذکر شعرا کی عقیدت اور صداقت کا عظیم اظہار ہے۔ جس طرح ہر زبان کے ادب نے کربلا کے موضوع سے فکری

روشنی حاصل کی ہے،اسی طرح آزاد کشمیر کے اردو ادب کی تقریبا تمام تخلیقی اصناف کربلا کے ادراک سے سرسبز نظر آتی ہیں۔آزاد کشمیر کی اردو شاعری میں حضرت امام حسین ابن علیؑ، اور شہدائے کربلا کی یاد میں مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی ہوتی رہی ہے اور اب بھی یہ سفر اپنی خوب صورتی اور انفرادی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

کشمیر کی اردو شاعری میں کربلا کا شعری استعارہ نہایت بلیغ ہے۔ شعرا کربلا کی تعلیمات کو نئے عصری منظر نامے میں تبدیلی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ان کے تخلیقی وجدان کو کربلا کے کرداروں سے گہری انسیت اور محبت ہے۔ وہ انداز بیان بدل بدل کر حق و حقیقت کے اس واقعہ کو انسانی اذہان تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہیں۔ ان کے ہاں استعاراتی طور پر ان تلمیحات کا استعمال بالعموم ان موقعوں پر کیا گیا ہے، جہاں حق و باطل کی آویزش ہوتی ہے یا جبر واستبداد کے تسلط کے خلاف بغاوت کے جذبات ابل پڑتے ہیں۔

آزاد کشمیر کے شاعروں نے خاص کر کشمیر کی آزادی کے لئے واقعہ کربلا سے جذبہ حریت لے کر واقعہ کربلا کی اشاریت، کربلائی علامتوں اور تعلیقات کو مستقل مزاجی، سنجیدگی اور پوری تخلیقی قوت کے ساتھ پیش کیا ہے، انہوں نے نہ صرف علاماتِ کربلا کو بخوبی برتا بلکہ اس میں عصری شعور اور انقلابی معنویت بھی بھر دی۔ اپنے عہد کے مسائل و موضوعات کے بیان میں موضوعِ کربلا سے نئے نئے معنیاتی پیرائے وضع کیے۔ علاوہ ازیں کشمیر کے شعرانے نے کربلا کے توسط سے ایک ایسا لفظیاتی نظام بھی ترتیب دیا جو کشمیر کے شعرا کا اسلوبی امتیاز ٹھہرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کی اردو شاعری میں کربلا کا موضوع، موضوع اور اسلوب دونوں سطحوں پر انفرادی شناخت رکھنے کے باعث قابلِ ذکر رہے گا۔

*****

References

1. Prof. Syed Mehmood-ul-Hassan, *Chand Tasraat, Mashmola, Urdu Shairi mein waqiat Karbala az Dr. Naseem Ara Nikhat* (Lucknow, Jamia Lucknow, 1993), 8-9.

پروفیسر سید محمود الحسن، چند تاثرات،مشمولہ، اردو شاعری میں واقعات کربلا از ڈاکٹر نسیم آرا نکہت (لکھنؤ، جامعہ لکھنؤ،1993ء)،8-9۔

2. Dr. Iftikhar Mughal, *Kashmir mein Urdu Shairi*, Maqala Baray M. Phil. (Islamabad, Allama Iqbal Open University, 1995), 111.

ڈاکٹر افتخار مغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔ فل (اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1995)، 111۔

3. Muhammad Khan Nishtar, *Lamhaat Nishtar* (Rawalpindi, ST Printers, 2003), 26.

محمد خاں نشتر، *لمحات نشتر* (راولپنڈی، ایس ٹی پرنٹرز، 2003ء)، 26۔

4. Ahmed Shamim, *Shakhsiat aur Fan*, Marta Naveed Sheikh, 71, 512.

احمد شمیم، *شخصیت اور فن* ۔ مرتبہ نوید شیخ، 71، 512۔

5. Altaf Qureshi, Ghair Matboha.

الطاف قریشی، غیر مطبوعہ۔

6. Professor Bashir Mughal, *Gardab* (Rawalpindi, nn, dn.), 30.

پروفیسر بشیر مغل، *گرداب* (راولپنڈی، ناشر ندارد، سن ندارد)، 30۔

7. Dr. Maqsood Jafari, *Jabr-e-Massal* (Islamabad, Pak Media Foundation, 2015), 54.

ڈاکٹر مقصود جعفری، *جبرِ مسلسل* (اسلام آباد، پاک میڈیا فاؤنڈیشن، 2015ء)، 54۔

8. Bashir Sarti, *Kalam-i Bashir Sarfi*, Martab Dr. Shafiq Anjum (Islamabad, Purap Academy, 2010), 94.

بشیر صرفی، *کلامِ بشیر صرفی*، مرتب ڈاکٹر شفیق انجم (اسلام آباد، پورپ اکادمی، 2010ء)، 94۔

9. Dr. Abdul Rahman Abd, *Irfan Abd* (New York, New York Urdu Anjman, 1991), 35.

ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد، *عرفان عبد* (نیو یارک، نیو یارک اردو انجمن، 1991ء)، 35۔

10. Muhammad Khalil Saqib, *Guldasta Aqidat* (Rawalpindi, Nawab Sons Publications, dn.), 23.

محمد خلیل ثاقب، *گلدستہ عقیدت* (راولپنڈی، نواب سنز پبلی کیشنز، سن ندارد)، 23۔

11. Zahid Kaleem, *Mihrab Fiker* (Muzaffarabad, Neelam Publications, 2006), 33.

زاہد کلیم، *محراب فکر* (مظفر آباد، نیلم پبلی کیشنز، 2006ء)، 33۔

12. Prof. Rafiq Bhatti, *Lahongar* (Mirpur, Panjal Publishers, 1997), 55.

پروفیسر رفیق بھٹی، *لہونگر* (میر پور، پنجال پبلشرز، 1997ء)، 55۔

13. Dr. Iftikhar Mughal, *Kashmir mein Urdu Shairi*, 123.

ڈاکٹر افتخار مغل، *کشمیر میں اردو شاعری*، 123۔

14. Khawaja Muhammad Arif, *Saadat* (Mirpur, Tehbir Publications, 2006), 226.

خواجا محمد عارف، *سعادت* (میر پور، تعبیر پبلی کیشنز، 2006ء)، 226۔

15. Professor Shafiq Raja, *Kadal* (Bagh Azad Kashmir, Tolo Adab Bagh, 2019), 39.

پروفیسر شفیق راجا، *کدل* (باغ آزاد کشمیر، طلوع ادب باغ، 2019ء)، 39۔

16. Zia-ul-Hasan Zia, *Harf o Hakaiat* (Kuliyat) (Lahore, Nasir Baqir Printers, dn.), 43.

ضیاء الحسن ضیاء، *حرف و حکایت (کلیات)* (لاہور، ناصر باقر پرنٹرز، سن ندارد)، 43۔

17. Sadiq Dar, Daim, *Hasil Kalam* (Rawalpindi, Faisal ul Islam Printers, 2015), 37.

صادق ڈار، دائم، *حاصل کلام* (راولپنڈی، فیص الاسلام پرنٹرز، 2015ء)، 37۔

18. Naz Muzaffar Abadi, *Harf Ashna* (Faisalabad, Misaal Publications, 2017), 36.

ناز مظفر آبادی، *حرف آشنا* (فیصل آباد، مثال پبلی کیشنز، 2017ء)، 36۔

19. Abd al-Haq Murad, *Junbish-e-Lib* (Rawalpindi, nn, 2017), 54.

عبدالحق مراد، *جنبشِ لب* (راولپنڈی، ناشر ندارد، 2017ء)، 54۔

20. Dr. Syed Nisar Hussain Hamdani, *Chinar, Chandni and Chanbali* (Muzaffarabad, Al-Sheikh Printer, 1993), 36.

ڈاکٹر سید نثار حسین ہمدانی، *چنار، چاندنی اور چنبیلی* (مظفر آباد، الشیخ پرنٹر، 1993ء)، 36۔

21. Har Kashmiri, Ghair Matboha Kalaam.

حر کاشمیری، غیر مطبوعہ کلام۔

22. Munshi Ahmad Deen Sweida, *Mukhfi Khazaina* (Rawalpindi, Metrox Publications, 2021), 27.

منشی احمد دین سویدا، *مخفی خزینہ* (راولپنڈی، میٹروکس پبلی کیشنز، 2021ء)، 27۔

23. Akram Sohail, *Nahy Ujalay hain Khaab Mary* (Lahore, Jamhor Publications, 2016), 22.

اکرم سہیل، *نئے اجالے ہیں خواب میرے* (لاہور، جمہور پبلی کیشنز، 2016ء)، 22۔

24. Tanvir Akhtar Naz, *Naziat* (Mirpur, Kashar Publishers, 2013), 21.

تنویر اختر ناز، *نازیات* (میرپور، کاشر پبلی شرز، 2013ء)، 21۔

25. Dr. Fayaz-ul-Hasan, *Zouk-e-Irafan* (Muzaffarabad, Itafaq Printing Press, 2005), 29.

ڈاکٹر فیاض الحسن، *ذوقِ عرفاں* (مظفر آباد، اتفاق پرنٹنگ پریس، 2005ء)، 29۔

26. Tahir Qayyum Tahir, *Jashan e Milaad Muhammad (PBUH) hai Manao Logo* (Mirpur, Riyaz Printers, 2008), 76.

طاہر قیوم طاہر، جشنِ میلاد محمد ﷺ ہے مناؤلوگو (میر پور، ریاض پرنٹرز، 2008ء)، 76۔

27. Khan Muhammad Bader Chauhan, *Gulzar Watan* (Haveli Kahota, nn, 2017), 33.

خان محمد بدر چوہان، گلزار وطن (حویلی کہوٹہ، ناشر ندارد، 2017ء)، 33۔

28. Rizwan Haider Bukhari, *Karam Huzoor Ka Hai* (Rawalpindi, Faizul Islam Printing Press, 2017), 34.

رضواں حیدر بخاری، کرم حضور کا ہے (راولپنڈی، فیض الاسلام پرنٹنگ پریس 2017ء)، 34۔

29. Maj. Rafiq, Jafri, *Sab K Sab Muhammad Se* (Rawalpindi, ST Printers Golmandi, 2017), 23.

میجر رفیق، جعفری، سب کے سب محمدؐ سے (راولپنڈی، ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی، 2017ء)، 23۔

30. Javed-ul-Hasan Javed, *Poon* (Muzaffarabad, Kashmir Cultural Academy, 2010), 84.

جاوید الحسن جاوید، پون (مظفر آباد، کشمیر کلچرل اکیڈمی، 2010ء)، 84۔

31. Ejaz Naumani, *Kehy Baghair* (Rawalpindi, Mehmood Brothers Printers 2019), 13.

اعجاز نعمانی، کہے بغیر (راولپنڈی، محمود برادرز پرنٹرز 2019ء)، 13۔

32. Karimullah Karnai, *Khizr Dekta Hai Villar K Kanaray* (Muzaffarabad, Buzm Suz-i Kashmir, 1995), 15.

کریم اللہ کرنائی، خضر دیکھتا ہے ولر کے کنارے (مظفر آباد، بزم سوزِ کشمیر، 1995ء)، 15۔

33. Jawaad Jafri, *Qalam k Mahaz say* (Muzaffarabad, Kashmir Academy, 1995), 75.

جواد جعفری، قلم کے محاذ سے (مظفر آباد، کشمیر اکیڈمی 1995ء)، 75۔

34. Dr. Amna Behar, Ghair Matboha.

ڈاکٹر آمنہ بہار، غیر مطبوعہ۔

35. Syed Sagheer Safi, *Koi Awaz Mohabbate Ki Sunai de de* (nc, nn, 2014), 13.

سید صغیر صفی، کوئی آواز محبت کی سنائی دے دے (شہر ندارد، ناشر ندارد، 2014ء)، 13۔

36. Shahbaz Gardezi, *Haqiqat k Kawab* (Bagh Azad Kashmir, Tolo Publications, 2010), 24.

شہباز گردیزی، حقیقتوں کے خواب، (باغ آزاد کشمیر، طلوع پبلی کیشنز، 2010ء)، 24۔

37. Masood Sagar, *Wara* (Lahore, Al-Riyaz Publications, 2019), 41.

مسعود ساگر، ورا (لاہور، الریاض پبلی کیشنز، 2019ء)، 41۔

38. Wahad Ijaz Mir, *Rasta Mat Badal* (Lahore, Khazeena Ilam Wa Adab, dn.), 35.

واحد اعجاز میر، *راستہ مت بدل* (لاہور، خزینہ علم وادب، سن ندارد)، 35۔

39. Basir Tajur, Ghair Matboha Kalaam.

بصیر تاجور، غیر مطبوعہ کلام۔

40. Yasir Abbas, *Shaam ho gahi Akhar* (Lahore, Samar Farooq Printers, 2007), 34.

یاسر عباس، *شام ہو گئی آخر* (لاہور، ثمر فاروق پرنٹرز، 2007ء)، 34۔

41. Shuzeb Kashar, *Khamiazah* (Rawalpindi, Faizul ul Islam Printing Press, 2018), 23.

شوزیب کاشر، *خمیازہ* (راولپنڈی، فیض الاسلام پرنٹنگ پریس، 2018ء)، 23۔

42. Haq Nawaz Mughal, *Nae Tanha Nae Hon Mein* (Rawalpindi, Faiz-e-Salam Printers, 2014), 21.

حق نواز مغل، *نہیں تنہا نہیں ہوں میں* (راولپنڈی، فیض السلام پرنٹرز، 2014ء)، 21۔

43. Ali Ahsan Bukhari, Ghair Matboha Kalaam.

علی احسن بخاری، غیر مطبوعہ کلام۔

44. Tauqir Gilani, Ghair Matboha Kalaam.

توقیر گیلانی، غیر مطبوعہ کلام۔

45. Zaheer Ahmed Mughal, Ghair Matboha Kalaam.

ظہیر احمد مغل، غیر مطبوعہ کلام۔

46. Haseeb Jamal, Ghair Matboha Kalaam.

حسیب جمال، غیر مطبوعہ کلام۔

47. Latif Afaqi, *Karbala say Karbal Kashmir Tak*, Zir Tabeh Majmoha Shairi.

لطیف آفاقی، *کربلا سے کربل کشمیر تک*، زیر طبع مجموعہ شاعری۔

48. Aslam Raza, Ghair Matboha Kalaam.

اسلم رضا، غیر مطبوعہ کلام۔